© rasailojaraid.com

ششماہی التفسیر کراچی، جلد:۱۱، شمارہ:۱، مسلسل شمارہ:۲۹، جنوری۔ جون ۲۰۱۷ء

قبضے سے پہلے خرید وفروخت مذہبی اعتبار سے

محمد نصیر

ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنۃ جامعہ کراچی

ABSTRACT

There is no doubt that Islam is a universal rule of life. This is the religion which requisites according to the situation of all periods and it covers all sections of our life. Islam instructs about all up & down of our lifes.In human society for mutual transaction "The possession" acts as the backbone. Rather you can say mutual transaction is totally depends on "possession".Financial transactions are continuing since olde times before and after Islam We noted that in every period the forms of possessions do change. Due to this reason different forms of possessions came into existence.That is why it creates lot of new problems and the different ideas of possessions. This is not the end, it is still going on. No doubt this topic surrounds many kinds of financial transaction.We can guess due to non-acquaintance about possessions, in general it is happening. As for example if someone buys something and before taking possessions of the same it is unlawful to sell it. But now a days, unfortunately this types of things are very common in the markets.Therefore it is essential to bring these in the knowledge to get fully acquaintanceof the possessions so that all Muslims must know about its reality.After getting acquaintance Muslims can mold themselves according to Islamic laws.

Keywords: *mutual transaction,financial transaction,Islamic law.*

ترمذی کی حدیث ہے، حکیم بن حزام کہتے ہیں "**سألت رسول الله ﷺ فقلت يأتيني الرجل فيسألني من البيع ما ليس عندى ،ابتاع له من السوق ثم أبيعه قال: لا تبع ما ليس عندک** [۱]" ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور ایسی چیز کا سودا طلب کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی، کیا میں اس کے لیے بازار سے خریدوں اور پھر اس کو فروخت کروں؟ فرمایا: جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے وہ نہ بیچو۔[۱] مذکورہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث کی رو سے قبضے سے پہلے مال فروخت کرنا درست نہیں، فقہاء بھی اس کو درست قرار نہیں دیتے، بدائع الصنائع میں ہے:: **ومنها القبض فی البیع المشتری المنقول فلا یصح بیعه قبل القبض** [۲] ترجمہ: اور منقول مال کی بیع میں قبضہ ضروری ہے قبضہ سے پہلے اس کی بیع صحیح نہیں

ہمیں با قاعدہ طور پر کتاب وسنت سے قبضے کے متعلق کوئی وضاحت نہیں ملی، قبضہ کا مقصود بائع کے ضمان سے نکل کر مشتری کے ضمان میں داخل ہونا ہے۔ لہٰذا عرف میں جس چیز سے مبیع بائع کے ضمان سے نکل کر مشتری کے ضمان میں داخل ہوجائے اس کو قبضہ سمجھا جائے گا۔ اس لیے منقولہ کے قبضہ کی حقیقت میں حضرات علماء کا اختلاف ہوا ہے۔

اشیاء منقولہ میں احناف کا مذہب:

احناف کے نزدیک مبیع کے اعتبار سے قبضہ کی حقیقت مختلف ہوتی ہے، لیکن ان حضرات کے نزدیک اتنی بات مسلم ہے کہ اگر مبیع فی الحال مقدورا لتسلیم والتسلم ہو تو مشتری کو اطلاع کے بعد تخلیہ قبضہ حکمی ہوتا ہے، البتہ اشیاء کے مختلف ہونے کے لحاظ سے تخلیہ کی صورت بھی مختلف ہوگی، مبیع خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اگر فی الحال مقدورا لتسلیم والتسلم ہے تو تخلیہ قبضہ ہے اور اگر فی الحال مقدورا لتسلیم والتسلم نہیں تو تخلیہ قبضہ نہیں، مثلا مبیع دور ہو، خواہ منقولہ ہو، خواہ غیر منقولہ، یہی ظاہر الروایہ ہے، بعض کتابوں میں اشیاء غیر منقولہ کے سلسلے میں حضرات صاحبین کا جو اختلاف منقول ہے وہ ضعیف ہے۔ (اور منقول مال کی بیع میں قبضہ ضروری ہے قبضہ سے پہلے اس کی بیع صحیح نہیں)

ثم التسلیم یکون بالتخلیة علی وجه یتمکن من القبض بلا مانع ولا حائل وشرط فی الاجناس شرطا ثا لثا وهو ان یقول: خلیت بینک وبین المبیع، فلو لم یقله أو کان بعیدا لم یصر قابضا والناس عنها غافلون، فانهم یشترون قربة ویقرون بالتسلیم والقبض وهو لا یصح بالقبض علی الصحیح وفی حاشیه: وحاصله ان التخلیة قبض حکما ولو مع القدرة علیه بلا کلفة لکن ذالک یختلف بحسب حال المبیع ففی نحو حنطة فی بیت فدفع المفتاح وفی نحو دارفالقدرة علی أغلاقها قبض أی بأن تکون فی البلد فیما یظهر، وفی نحو بقرفی مرعی فکونه بحیث یری ویشار علیه قبض، وفی نحو فرس أو طیر فی بیت امکان اخذ منه بلا معین. وقوله علی الصحیح وهو ظاهر الروایة ومقابله ما فی المحیط وجامع شمس الأئمة أنه بالتخلیة یصح القبض وان کان العقار بعیدا غائبا عنهماعند أبی حنیفةخلافا لهما وهو ضعیف کما فی البحر. [۳] مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیہ کی صورت مختلف ہوتی ہے، اور تخلیہ فی الحال مقدورا لتسلیم والتسلم اشیاء میں ہیں، خواہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ قبضہ ہے۔

اشیاء منقولہ میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب:

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اشیاء منقولہ میں قبضہ کا مدار عرف پر ہے، قبضہ کے لیے عرف میں جو چیز رائج ہوگی اس کو قبضہ متصور کیا جائے گا مثلا دراہم ودنانیر میں قبضہ بالبراجم، مکیلات وموزونات میں قبضہ کے لیے کیل ووزن کی شرط لگاتے ہیں۔ **المالکیة والشافعیة: قبض المنقول کالأمتعة والأنعام والدواب بحیثالعرف الجاری، بین الناس قال الحنابلة: قبض کل شیء بحسبه فان کان مکیلا أو موزونا فقبضه بکیله ووزنه أی انه یجب الرجوع**

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی القبض الی العرف. ؎۴

اشیاء غیر منقولہ میں قبضہ:

اتفق الفقهاء على أن القبض العقار يكون بالتسليم الفعلي بالتخلية أى رفع المانع من القبض أو التمكن من أثبات اليد بارتفاع الموانع ؎۵ **ثم لا خلاف بين اصحابنا فى أن أصل القبض يحصل بالتخلية فى سائر الاموال** ؎۶ اشیاء غیر منقولہ میں تخلیہ قبضہ ہے اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ اگر اشیاء غیر منقولہ فی الحال مقدور التسلیم نہ ہوں تو اس میں قبضہ کے سلسلے میں حضرات احناف کا اختلاف ہے جو کہ شروع میں گذر چکا۔

قبضہ کی قسمیں:

قبضہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) تام (۲) ناقص،

قبضہ تام اور ناقص، اشیاء اور ان کی بیع وشراء کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا ہے، ان اشیاء کی اقسام درج ذیل ہیں:

(۱) **اشیاء غیر منقوله فی الحال مقدور التسلیم**

(۲) **اشیاء غیر منقوله غیر مثلیه** ۔جیسے عددیات، مزروعات، متفاوتہ دونوں قسموں میں قبضہ تام صرف تخلیہ سے متحقق ہوجائے گا بعد تخلیہ مشتری کو اس میں ہر طرح کے تصرف کی اجازت ہوگی۔

(۳) اشیاء منقولہ کیلی، یا وزنی ہوں ان کی بیع وشراء مجازفتہ بغیر کیل و وزن کے ہو تو اس میں بھی صرف تخلیہ ہی قبضہ تام ہے، بعد تخلیہ مشتری کو تمام تصرفات کی اجازت ہوگی۔

(۴) اشیاء منقولہ کیلی، یا وزنی، جس کی شراء مجازفتہ یعنی بغیر کیل و وزن کے ہو اور بیع کیل، یا وزن سے ہو تو مشتری اول کے لیے صرف تخلیہ ہی قبضہ تام ہے، اور مشتری ثانی کے لیے تخلیہ قبضہ تام نہیں ہے بلکہ قبضہ ناقص ہے۔ اس لیے اس صورت میں مشتری اول کے لیے بعد تخلیہ تمام تصرفات کی اجازت ہوگی اور مشتری ثانی کے لیے اس میں تصرف کرنا درست نہ ہوگا۔

(۵) اشیاء منقولہ کیلی، یا وزنی، جس کی شراء کیل یا وزن سے ہو اور بیع بغیر کیل کے مجازفتہ ہو تو اس صورت میں مشتری ثانی کے لیے تخلیہ قبضہ تام ہوگا، اور مشتری اول کے لیے قبضہ تام نہ ہوگا۔

(۶) اشیاء منقولہ کیلی یا وزنی، جس کی بیع وشراء دونوں کیل یا وزن سے ہو اس صورت میں تخلیہ کسی کے لیے بھی قبضہ تام نہ ہوگا دونوں کے لیے قبضہ ناقص ہے، کسی کے لیے بغیر کیل یا وزن کے اس میں تصرف کرنا درست نہیں۔

(۷) عددیات ومزروعات متقاربہ، اس میں حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک اشیاء کیلیہ، وزنیہ کی طرح ہے اور حضرات صاحبین کے نزدیک اشیاء کیلیہ، وزنیہ کی طرح نہیں بلکہ اشیاء غیر مثلیہ کی طرح ہیں لہٰذا امام ابوحنیفہ کے نزدیک عددیات مزروعات متقاربہ میں تخلیہ قبضہ تام نہیں ہے۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک تخلیہ قبضہ تام ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(نوٹ) کیل اوروزن اورعدد وغیرہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حقیقی (۲) حکمی

(۱) مشتری کا خود کیل ہو، یہ کیل حقیقی ہے۔

(۲) مشتری کے سامنے بائع کیل یا وزن کرے، یہ کیل حکمی ہے۔دونوں میں سے یعنی کیل حقیقی، اور حکمی میں سے کوئی بھی پا لیا جائے تو قبضہ تام ہو جائے گا مشتری کی موجودگی میں بائع کا کیل مشتری کا کیل متصور ہوتا ہے، مقصود حاصل ہونے کی وجہ سے۔[۷]

(۳)وانما شرط الاكتيال على المشترى لكونه من تمام القبض في المكيل والموزون اذا وقع البيع مكايلة،فلا يجوز التصرف فيه بالبيع ونحوه قبل الكيل أو الوزن [۸] وفى البدائع ولو كاله البائع أو وزنه بحضرة المشترى كان ذلك كافيا لايحتاج اعادة الكيل لأن المقصود يحصل بكيله مرة واحدة بحضرة المشترى [۹]

یہ کہ مبیع میں تام قبضہ سے پہلے مشتری کے لیے کوئی تصرف کرنا درست نہیں ہے، اور قبضہ تام اشیاء منقولہ مثلیہ (کیلیہ، وزنیہ) کی اگر بیع وشراء دونوں کیل یا وزن سے ہو تو تخلیہ نہ ہو تو مشتری اول اور نہ مشتری ثانی کے حق میں قبضہ تام ہوگا۔کیونکہ دونوں کے قبضہ کی تمامیت کے لیے کیل یا وزن کا پایا جانا ضروری ہے اور اگر بیع کیلا، یا وزنا ہوا اور شراء مجازفۃ بغیر کیل کے ہو تو مشتری اول کے لیے تخلیہ قبضہ تام ہے، اور مشتری ثانی کے لیے قبضہ تام نہیں۔اور اگر شراء کیلا، یا وزنا ہوا اور بیع مجازفۃ ہو تو مشتری ثانی کے لیے تخلیہ قبضہ تام ہے، مشتری اول کے لیے تام نہیں ہے۔بلکہ اس کا کیل، یا وزن کرنا ضروری ہے، مذکورہ صورتوں کے علاوہ صرف تخلیہ ہی قبضہ تام ہو جاتا ہے۔البتہ عددیات، مزروعات متقاربہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک تخلیہ قبضہ تام نہیں، اور صاحبین کے نزدیک قبضہ تام ہے، قبضہ تام مشتری کے لیے خود کیل کرنے یا مشتری کے سامنے بائع کے کیل کرنے سے بھی متحقق ہو جاتا ہے، اسی طرح مشتری کے وکیل کے سامنے بھی کیل، وزن کرنے سے قبضہ متحقق ہو جاتا ہے۔

بیع وتصرف قبل القبض کے سلسلے میں مذاہب:

حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک کسی بھی چیز میں بیع قبل القبض درست نہیں، خواہ مطعومات ہو یا غیر مطعومات، منقولات وغیر منقولات ہی کے قبیل سے کیوں نہ ہو، تمام چیزوں میں ان حضرات کے نزدیک قبضہ کی تمامیت شرط ہے۔**قال الشافعي ومحمد ابن الحسن من الحنفية:يحرم بيع كل شيء قبل قبضه طعاما او كان غير منقولا او كان غير منقول۔**

حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک صرف مطعومات میں قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں۔**قال ابن حنبل في المهر الرواية:انما يخص النهى والطعام فلا:** حضرت امام مالک کے نزدیک مطعومات اور مشروبات میں بیع قبل القبض درست نہیں۔**قال مالك:انما يمنع البيع قبل قبض البيع فى المكيل والموزون من الطعام خاصة** ۔[۱۰] حضرات شیخین کے نزدیک تمام منقولات میں قبضہ کی تمامیت سے پہلے بیع درست نہیں۔**قال ابو حنيفة وأبو يوسف:يمتنع البيع قبل القبض فى سائر المنقولات، ويجوز فى العقار الذى لا يخشى هلاكه.**[۱۱]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ائمہ کے دلائل:

(۱)نهى رسول الله ﷺ ان تباع السلع حيث يبتاع حتى يجوزهاالتجار الى رحالهم.

(۲)وعن حكيم ابن حزام قال:قلت يا رسول الله ﷺأنى ابتاع هذه البيوع فما يحل لى منها وما يحرم على قال يا ابن أخي لاتبيعن شيئا حتى تقبضها،فى رواية أبان،اذا اشتريت بيعا فلاتبعه حتى تقبضه.

(۳) وعن عبد اللهابن عمرو ان رسول الله ﷺ قال لايحل سلف و بيع، ولا شرطان فى بيع،ولا بيع مالم يضمن،ولا بيع ما ليس عندك. ۱۲

روایات مذکورہ ثلاثہ بیع قبل القبض کے عدم جواز پر دال ہیں،خواہ مبیع مطعومات وغیر مطعومات کے قبیل سے ہو یہ روایات حضرات امام شافعی وامام محمد وامام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا مستدل ہے۔

دلیل احمد بن حنبل وامام مالک:

عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه وفى رواية:حتى يقبضه: ۱۳ روایت مذکورہ مبیع مطعومات میں قبل القبض تصرف کے عدم جواز پر دال ہے، یہ روایت امام احمد بن حنبل اور امام مالک کا مستدل ہے۔

دلیل شیخین:

نهى رسول الله ﷺعن ربح مالم يضمن وما ليس عندك،ونهى رسول الله ﷺ عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر،ونهى عن تباع السلع حيث تبتاع حتى يجوزها التجار الى رحالهم،فقال رسول الله ﷺ يا أبن أخي لا تبيعن شيئا حتى تقبضه،وفى روايةأبان:اذااشتريت بيعا فلا تبعه حتى تقبضه: روایت مذکورہ بیع قبل القبض کے عدم جواز پر دال ہیں،حضرات شوافع ،امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک بیع قبل القبض کی علت نہی ''**ربح ما لم يضمن**'' ہے، کیونکہ بیع قبل القبض ''**ربح مالم يضمن**'' کو متضمن ہے۔جب بھی بیع قبل القبض ہوگی تو ''**ربح مالم يضمن**'' ہوگا،اور''**ربح مالم يضمن**''نص حدیث سے ممنوع ہے،لہٰذا ہر وہ بیع جو''**ربح مالم يضمن**'' کو متضمن ہوگی وہ ممنوع ہوگی،اس لیے بیع قبل القبض ناجائز ہے،جیسا کہ بہت سی احادیث شریفہ میں صراحت ہے،خواہ بیع قبل القبض مطعومات وغیر مطعومات،منقولات،غیر منقولات،جس چیز میں بھی ہو،حضرات شوافع اور امام محمد کے نزدیک''**ربح مالم يضمن**''کو متضمن ہونے کی بنا پر درست نہیں۔

حضرات شیخین کے نزدیک منقولات میں بیع قبل القبض درست نہیں اور غیر منقولات میں بیع قبل القبض درست ہے۔**ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول لم يجز بيعه حتى يقبضه لأنه ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول لم يجز بيعه حتى يقبضه لأنه عليه السلام نهى عن بيع مالم يقبض لأنه فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبى حنيفة وأبى يوسف وقالا محمد لا يجوزرجوعاالى اطلاق الحديث واعتبار بالمنقول وصار كالأجارة.** ۱۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرات شیخین کے مسلک کی توضیح دوطرح ہوسکتی ہے،ایک اس طرح کہ اصل علت نہی ''**ربح مالم یضمن**'' کوٹھہرایا جائے ،اور جہت کے اطلاق وعموم سے غیرمنقولات کومستثنی کردیا جاے، کیونکہ حدیث شریف میں بیع قبل القبض کی اصل علت نہی ''**ربح مالم یضمن**'' ہےاور ضمان کا تصرف صرف ان ہی چیزوں میں ہوتا ہےجن میں مبیع کے ضیاع کا اندیشہ ہواور چوں کہ غیرمنقولات میں ضیاع وہلاکت نادروکالعدم ہے۔اس لیے غیرمنقولات میں ضمان کا سوال ہی نہیں اور جب ضمان کا وجود ہی نہیں تو ''ربح مالم یضمن'' کا وجود کیسے ہوگا جومدار نہی ہے،لہذا قاعدہ فقہیہ :''**اذا فات العلة فات الحکم**'' سے غیرمنقولات کی بیع درست ہے۔

دوسری تشریح یہ ہوسکتی ہے کہ علت نہی غرر انفساخ عقد کوٹھہرایا جائے کہ جس میں مبیع کے ضیاع سے عقد ختم ہو جائے تو ایسا عقد تصرف مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے درست نہیں اور حدیث ''ربح مالم یضمن'' کومخصوص منہ البعض مانا جائے دلائل جواز پر عمل کرتے ہوئے:**کما فی الهداية: لهما أن الركن البيع صدر من اهله فی محله ولاغرر فيه لأن الهلاک فی العقد نادربخلاف المنقول والغررمنهی عنه غرر انفساخ العقد والحديث معلول به عملا بدلائل الجواز أی من الكتاب والسنة.**[۱۵]

حدیث''**ربح مالم یضمن**''میں تخصیص بالاتفاق درست ہے،مثلاً قبضہ سے پہلے ایسی مبیع میں تصرف کرنا کہ اس سے مبیع کے ضیاع سے فسخ کا اندیشہ نہ ہوتو ایسی مبیع میں تصرف بالاتفاق درست ہے،حالانکہ اس میں بھی ''**ربح مالم یضمن**'' موجود ہے۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ حدیث''**ربح ما لم یضمن**''مخصوص منہ البعض ہے،ورنہ تو اس میں بھی مبیع جس میں اس کے ضیاع سے فسخ عقد کا اندیشہ نہ ہوتو یہ تصرف درست نہ ہوتا،مثلاً مہر،**بدل خلع،عتق علی مال،بدل صلح من دم العمد**،جب اعیان کے قبیل سے ہوں تو ان میں قبضہ سے پہلے تمام تصرفات درست ہیں۔اسی طرح اخذ **شفعه'قبل قبض المبيع**'' بھی درست ہے۔تو ان سب سے معلوم ہوا کہ ایسی مبیع میں تصرفات جس میں مبیع کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو قبل القبض درست ہیں۔اور علت نہی غرر انفساخ عقد ہے جو حدیث ابو ہریرہ:''**نهی رسول الله ﷺ عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر**'' سے ثابت ہے،اور اگر علت نہی''**ربح مالم یضمن**'' ہوتی تو بیع تولیہ کو درست ہونا چاہئے تھا۔حالانکہ بیع تولیہ بھی قبل القبض درست نہیں۔معلوم ہوا کہ اصل علت نہی''**ربح مالم یضمن**''نہیں بلکہ غرر انفساخ عقد ہے،تو جس طرح سے ایسی مبیع میں جس میں اس کے ضیاع سے فسخ کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے،مثلاً **مهر،بدل خلع،صلح عن دم العمد**،اخذ شفعہ قبل القبض وغیرہ درست ہیں۔اسی طرح سے غیرمنقولات جس میں ضیاع نادر ہے،ان میں بھی تصرف قبل القبض درست ہوگا،کیونکہ غیرمنقولات کی بیع قبل القبض کی صورت میں انفساخ عقد کا احتمال نہیں رہتا ہے۔لہذا غیرمنقولات میں بیع قبل القبض درست ہوگی،اسی عبارت پر مدار رکھ کر حضرات فقہاء نے یہ کلیہ بیان کیا ہے:**أن كل عوض ملک بعقد ينفسخ بهلاکه قبل قبضه فالتصرف فيه غير جائز،ومالا فجائز.**

حاصل یہ ہے کہ حضرات شیخین کے نزدیک اصل علت نہی غرر انفساخ عقد ہے،اور حضرات امام شافعی اامام محمد کے نزدیک علت نہی''ربح مالم یضمن'' ہے۔اور حضرات شیخین نے حدیث ''ربح مالم یضمن'' کومخصوص کردیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انمعاملات کے ساتھ جن میں مبیع کے ضیاع سے فسخ عقد کا احتمال ہو۔

بیوع کے چند مروجہ طریقے:

(۱) بائع کمپنی یا بڑی بڑی تھوک دوکانوں پرفون وغیرہ سے اشیاء کی قیمت معلوم کرتا ہے پھر جب اطمینان کرلیتا ہے تو بھیجنے کا آرڈر دیتا ہے۔

(۲) بائع مشتری سے اشیاء کی قیمت معلوم کر کے یہ کہتا ہے کہ ان چیزوں کونکال کر یا تول کر رکھ دو، پھر مشتری کا ملازم جا کر وہ سامان لے آتا ہے۔

(۳) بائع لکھ کر یا ٹیلی فون سے مشتری کو آرڈر دیتا ہے اور بائع مطلوبہ اشیاء مع قیمت کی فہرست کے بھیج دیتا ہے۔

(۴) ایک شخص ایجنسی وغیرہ میں فون وغیرہ سے کسی چیز کا آرڈر دیتا ہے اور ایجنسی والے اس کا پتہ وغیرہ نوٹ کر کے کمپنی میں آرڈر دیتے ہیں، فلاں پتہ پر اتنا مال روانہ کر دیا جائے۔

(۵) کوئی شخص تھوک دوکان والوں سے کسی چیز کو طلب کرتا ہے اور ان کے پاس نہیں ہوتی تو وہ ایجنسی، یا کمپنی کو آرڈر دیتے ہیں، فلاں پتہ پر اتنا مال روانہ کر دیا جائے اس کو اطلاع بھی کر دیتے ہیں کہ تمہارا مال پہنچ رہا ہے۔

(۶) آج کل مختلف چیزیں اوزان کے ڈبوں میں اور مختلف اوزان کے سلے ہوئے بوروں میں بنڈلوں میں تھیلوں میں، عدد، کیل، وزن۔ ذراع شدہ رکھی رہتی ہیں، جن پر متعینہ وزن لکھا رہتا ہے، اور بعض مبیع میں بعض کے تعارف کی پوری تفصیل درج ہوتی ہے، مشتری ان چیزوں میں سے جب کوئی چیز طلب کرتا ہے تو بائع وہی پیکٹ وغیرہ جو پہلے سے کیل وغیرہ کر کے رکھا ہے دیتا ہے۔

قبضہ کے خرید وفروخت پر اثرات:

قبضہ کی اصل روح اور حقیقت مبیع کے بائع کے ضمان سے نکل کر مشتری کے ضمان میں داخل ہونا ہے اور حضرات فقہاء احناف نے انتقال ضمان کے سلسلے میں اگر فی الحال مقدور التسلیم والتسلم ہو تو مشتری کو اطلاع دینے کے بعد تخلیہ کو حکما انتقال ضمان کے لیے کافی مانا ہے، اور اگر مبیع فی الحال مقدور التسلیم والتسلم نہ ہو تو تخلیہ قبضہ نہیں ہوسکتا، خواہ مبیع منقولات کی قبیل سے ہو، یا غیر منقولات کی قبیل سے، اگر فی الحال مقدور التسلیم ہے تو مشتری کو اطلاع دینے کے بعد تخلیہ قبضہ سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ قبضہ میں عرف کا بہت دخل ہے جیسا کہ حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قبضہ کا مدار ہی عرف پر ہے، اگر عرف میں کوئی چیز ایسی رائج ہو کہ جس سے مبیع کے ضمان وذمہ داری سے نکل کر مشتری کے ضمان وذمہ داری میں داخل ہوجائے تو اس کو بھی قبضہ سمجھا جائے گا، کیونکہ حضرات احناف کے نزدیک بھی عرف کا بہت اعتبار ہے۔

(۱)اشتری فی المصر حطبا فغصبه غاصب حال حمله ألی منزله ن البائع لأن علیه التسلیم فی منزل الشاری بالعرف. ٦ٍ عرف اگر کسی نص کے مخالف نہیں ہے تو عرف خاص ہو یا عام دونوں معتبر ہے، لہٰذا اگر عرف میں کوئی چیز قبضہ کے لیے رائج ہو تو اس کے پائے جانے کے بعد قبضہ تسلیم کرلیا جائے گا، اور مبیع مشتری کے ضمان میں داخل ہوجائے گی۔

(۲)فی الدر: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لکن أفتی کثیر باعتباره وفی حاشیة: فأفاد أن عدم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعتباره بمعنى انه اذا وجد النص بخلافه لايصح نسخا للنص ولا مقيدا له والا فقداعتبروه في مواضع كثيرة منها مسائل الأيمان وكل عاقدوواقف وحالف يحمل كلامه على عرفه كما ذكره ابن همام عرف العام يصلح مقيدا وفيه عبارة الأشباه اقول:على اعتباره أى اعتبار العرف الخاص ينبغي أن يفتى بأن مايقع في بعض اسواق القاهرة من خلو الحوانيت لازم۔ ۱۷

ایک بات یہ غور کرنے کی ہے کہ حضرات فقہاء نے تخلیہ وغیرہ کو قبضہ کیوں مانا؟ اس میں کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات فقہاء کے تخلیہ وغیرہ کو قبضہ شمار کرنے کی دو وجہ ہیں:

(۱) قدرت تصرف کامل (۲) انقطاع تعلق البائع من المبیع بحکم المشتری

حضرات فقہاء کے تخلیہ وغیرہ کو قبضہ شمار کرنے کی یہی دو وجہیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱)أن التخلية تعتبر أقباضافي العرف والشرع أمافي العرف فلأنه لايكون في العقار الا بها فتقال هذه الدار في يد فلان فلا يفهم منه الا التخلي وهو التمكن من التصرف۔ ۱۸

(۲)وفي النهايةمعزباالى الغاية:أن القبض في العقاربالتخليةوفي المنقول بالنقل الى مكان لايختص بالبائع. ۱۹

عبارت مذکورہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرات فقہاء کے تخلیہ وغیرہ کو قبضہ شمار کرنے کی دو وجہیں ہیں (۱) بائع کو مکمل قدرت تصرف حاصل ہوجائے (۲) مبیع سے بائع کا تعلق بالکل ختم ہوجائے مشتری کے حکم سے اور مشتری کے حق کے ساتھ محبوس ہوجائے، جب ان دونوں وجہوں میں سے کوئی وجہ پائی جاتی ہے تو حضرات فقہاء اس کو قبضہ تسلیم کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

مذکورہ (۱۔۲۔۳۔۴۔۵) ان سب صورتوں کا تعلق مشتری کے بائع کو آرڈر دینے سے ہے اور آرڈر حقیقت میں صیغہ امر ہے اور وہ بھی حال کے معنی میں نہیں ہوسکتا، اسلئے یہ ایجاب لفظی نہ بنے گا، اور جب بائع مبیع کو مشتری کے کہنے کے مطابق ڈاک ٹرانسپورٹ، ریلوے اور ملازم وغیرہ کو دیدیتا ہے، اور دینے کے بعد بائع کے کرایہ نہ ادا کرنے کی صورت میں مبیع سے اس کا تعلق بالکل ختم ہوجاتا ہے، اور یہ چیزیں بائع کے ضمان سے نکل کر مشتری کے وکیل کے قبضہ میں آجاتی ہے، اور وکیل کا فعل مشتری کا شمار ہونے کی وجہ سے وہ اشیاء مشتری کے قبضہ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور جب بغیر ایجاب لفظی کے مشتری کے قبضہ میں مبیع آگئی تو یہ بیع تعاطی بنی، اور بیع تعاطی کا حکم بیع کا لزوم ہے اور اشیاء کیلیہ، وزنیہ مشتری بالکیل والوزن میں بھی قبل الکیل والوزن مشتری کو تمام تصرفات کی اجازت ہے، لہذا صورت مذکورہ میں اگر چہ وہ اشیاء کیلی وزنی ہوں، یا کیل وزنی نہ ہوں، جب آرڈر دینے والے کے پاس پہنچ جاتی ہیں اور یہ ان پر قبضہ کرلیتا ہے تو پھر مشتری اول اور مشتری ثانی کے درمیان بیع تعاطی کے ذریعے ایک نیا عقد ہوجاتا ہے، یہ ہونے والا عقد پہلے سے نہ تو باطل تھا نہ فاسد تھا، بلکہ اس کا وجود ہی نہ تھا، اسلئے جب مشتری اول اور مشتری ثانی کے درمیان بیع تعاطی ہوئی تو مشتری اول کو حاصل ہونے والا نفع حلال وطیب ہے، اور یہ بیع قبل القبض میں داخل نہیں، کیونکہ مشتری ثانی کے پاس مبیع مشتری اول کے وکیل یعنی ڈاک، ٹرانسپورٹ وغیرہ کے ذریعہ پہنچی ہے اور وکیل کا فعل مؤکل کا شمار ہونے کی وجہ سے حقیقت میں وہ مشتری اول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے قبضہ سے مشتری ثانی کے قبضہ میں گئی ہے، نیز اصل قبضہ اور حقیقت قبضہ ضمان میں داخل ہونا ہے، تو اگر مبیع مشتری اول کے ضمان میں آنے کے بعد وہ مشتری ثانی کے ضمان میں گئی ہے تو یہ بیع قبل القبض نہیں اور مشتری ثانی کا پہلے سے آرڈر دینا اور مشتری اول کا وعدہ کر لینا یہ بیع نہ بنے گا، کیونکہ آرڈر امر ہے اور امر ایجاب نہیں ہوتا، اور مشتری اول کا وعدہ قبول نہ ہوگا: **أما قبول المشتری یعنی یکون مساومة و طلبا و الطلب امر و الایجاب أمر آخر طلب الایجاب لیس بایجاب وانما لم یذکر شارح اللبیب برهان عدم الانعقاد علی قول المشتری وهو یعنی بظهوره.**[۲۰]

حاصل یہ ہے کہ آرڈر ایجاب نہیں ہوتا ہے، بلکہ صرف بیع کا مطالبہ ہوتا ہے، لہذا جب مبیع بغیر ایجاب وقبول کے مشتری کے ضمان اور قبضہ میں داخل ہوجائے تو یہ بیع تعاطی ہوگی، اور مشتری کیلئے اس کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے کی صورت میں بیع قبل القبض نہ ہوگی۔

(۶) کا حکم یعنی پیک شدہ ڈبے، شیشیاں بنڈل وغیرہ جن کو آج کے موجودہ زمانہ میں برقی مشینوں کے ذریعہ سے کیل، وزن، ذراع وغیرہ کرنے کے بعد مبیع کو ڈبوں، بوروں، پیکٹوں میں سل کر بند کردیا جاتا ہے، اور بہت سی چیزوں میں پیکٹ وغیرہ پر مبیع کا پورا تعارف، وزن، قیمت، تاریخ تمام چیزیں درج ہوتی ہیں، پھر اسی مکتوبہ وزنی، قیمت وغیرہ پر اعتبار کر کے اس کی بیع وشراء ہوتی ہے، نہ تو بائع تولتا ہے اور نہ مشتری اپنے گھر کے جانے کے بعد ان چیزوں کو تولتا ہے، اور نہ بائع سے تولنے کے لیے کہتا ہے، اور اگر بالفرض پیک کو کھولنے کے بعد تول وناپ لے تو کم ہونے کی صورت میں واپسی ہوجاتی ہے لیکن اگر اسی وزن کے اعتبار سے قیمت کم کر کے بیع وشراء کرنا چاہیں، قیمت کچھ کم نہیں ہوتی، جب کہ قانون شرعی کے مطابق کم ہونے کی صورت میں قیمت کم ہونا چاہیئے، نیز بائع ومشتری میں سے کوئی بھی معاملہ کرتے وقت، یا معاملہ کے بعد ان کو کیل ووزن نہیں کرتا ہے، معلوم یہ ہوا کہ جو چیزیں پیک ہو کر سلے ہوئے بوروں میں فروخت ہوتی ہیں، تو ان میں کیل، وزن مقصود ہی نہیں رہ جاتا بلکہ وہ ڈبہ لفافہ پیکٹ وغیرہ مقصود ہوتا ہے، تو یہ چیزیں پیک ہونے کے بعد معدودات میں داخل ہوجاتی ہیں ان کی بیع وشراء میں وزن مشروط نہ ہونے کی وجہ سے بیع مجازفتہ میں داخل ہیں، اس لیے اگرچہ وہ اشیاء فی نفسہ کیلی یا وزنی ہوں مشتری نے شراء کے وقت ایک متعین کیل اور وزن کی مقدار بیان کر کے خریدا ہوا تو بھی وزن مقصود نہیں ہوتا ہے، اس لیے اس کو قبل الکیل والوزن تصرف کرنا بیع وشراء کرنا جائز ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی (کراچی، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد) ج۱، ص۲۳۳

۲ الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصّنا ئع فی ترتیب الشرائع (کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، س۔ن) ج۴ ص۳۹۴

۳ ابن عابدین، محمد امین ردالمحتار (کراچی، ایچ۔ایم، سعید کمپنی، س۔ن) ج۴، ص۵۶۲

۴ الزّحیلی، الدکتور وهبة الزّحیلی، الفقه الاسلامی وادلّته، (دمشق، دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء) ج۴، ص۴۱۹۔

۵ ایضًا، ج۴، ص۲۰۸

۶ بدائع الصّنائع فی ترتیب الشرائع، ج۴، ص۴۹۸۔

۷ ایضًا، ج۴، ص۵۰۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۔ عثمانی،محمد تقی، تکمیله فتح الملهم بشرح صحیح مسلم(کراچی،مکتبہ دالعلوم،۱۴۰۵ھ)ج ا،ص ۳۵۸۔

۹۔ بدائع الصّنا ئع فی ترتیب الشرائع،ج ۴،ص ۵۰۰۔

۱۰۔ تکمیله فتح الملهم بشرح صحیح مسلم،ج ا،ص ۳۵۱،۳۵۲۔

۱۱۔ ایضًا،ج ا،ص ۳۵۰،۳۵۱۔

۱۲۔ ایضًا،ج ا،ص ۳۵۱،۳۵۲۔

۱۳۔ ایضًا،ج ا،ص ۳۴۹۔

۱۴۔ برهان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر، المرغینانی، الهدایه، (کراتشی، مکتبةالبشریٰ، ۱۴۲۹/ ۲۰۰۸) ج۵، ص،۱۶۳،۱۶۴۔

۱۵۔ ایضًا،ج ۵،ص،۱۶۴۔

۱۶۔ ردالمحتار،ج ۴،ص ۵۶۳۔

۱۷۔ ایضًا،ج ۴،ص ۵۱۸،۵۲۱۔

۱۸۔ الفقه الاسلامی وادلّته،ج ۵،ص ۲۰۰۔

۱۹۔ النسفی، ابو البرکات عبداللّٰہبن احمد بن محمود، البحر الرائق(کوئٹہ،مکتبہ رشیدیہ،س۔ن)ج ۵،ص ۵۱۶۔

۲۰۔ العینی، ابو محمد محمود بن احمد، البنایه فی شرح الهدایه (کوئٹہ،مکتبہ رشیدیہ،س۔ن)ج ۷،ص ۱۱

© rasailojaraid.com